رنگِ خیال

توہین آمیز خاکے۔ چند گزارشات

لتبلون فی اموالکم وانفسکم، ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور۔ (آل عمران/۱۸۶)

تم لازماً اپنے مالوں اور جانوں سے آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (یعنی یہود و نصاریٰ) اور ان سے جو شرک کرتے ہیں، بہت سی دل آزار باتیں سنو گے۔ (ایسے موقعوں پر) اگر تم نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور اپنے بچاؤ کا انتظام رکھا تو بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہوگا۔

غزوہ احد کے تعلق سے بیان کی گئی متعدد آیات کے بعد، یہ آیت ایک خاص مفہوم دے رہی ہے اور وہ مفہوم ہے پیشگوئی کا۔ مطلب یہ کہ اس آیت میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کا تعلق کسی آئندہ آنے والے زمانے سے ہے، جو بہر حال دورِ نبوی ﷺ کے بعد آنے والا تھا۔ معروضی صورتحال کے پیشِ نظر، ہم اس آیت کو عصرِ حاضر پر بھی منطبق کر سکتے ہیں۔ اور ماضی قریب و بعید کے احوال پر بھی اس کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح آئندہ کے کسی زمانے پر بھی یہ آیت پوری طرح چسپاں ہو سکتی ہے۔

بہر حال یوں تو اموال و نفوس کی آزمائش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ مگر یہاں بیانِ آزمائش کے بعد، اذیت دینے والی باتوں کی سماعت اور پھر دشمنوں کے اس طرزِ عمل پر مسلمانوں کی اسٹریٹجی (Strategy) ایک ایسی پالیسی بیان پر مشتمل ہے جسے بطورِ خاص سمجھنے کی ضرورت ہے۔

وان تصبروا وتتقوا۔ (الآیت) کی معنویت اور بلاغت پیشِ نظر رہے تو ان دو لفظوں میں ایک جہان سمٹا نظر آئے گا۔ میر کا ایک شعر یک لفظی تصرف کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

سرسری تم 'قرآن' سے گزرے
ورنہ ہر جا 'قرآن' دیگر تھا

۱) تصبروا کا مادّہ صبر ہے اور صبر کے متعدد معانی میں استقامت، اور جہدِ مسلسل بطورِ خاص داخل ہیں۔ اس بناء پر پہاڑ کو 'الصبیر' بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ہی جگہ کھڑا رہتا ہے۔ ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ مگر

افسوس کہ ہمارے روزمرہ کے مفہوم میں صبر ایک ایسی صفت بن کر رہ گیا ہے، جو بندہ کو ہر قسم کی کوشش اور امنگ سے محروم کر دیتی ہے۔ جبکہ قرآنی مفہوم میں صبر وہ صفت ہے جو بجھی ہوئی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنا دیتی ہے۔

وکاین من نبی قتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله یحب الصبرین۔ (آل عمران/۱۴۶)

اور کتنے نبی ہوئے ہیں، جنکی معیت میں بہت سی جماعتوں (یا بزرگ ہستیوں) نے جنگیں لڑیں۔ پھر راہِ خدا میں ان کو جو کچھ پیش آیا اس پر نہ دست ہوئے، نہ کمزوری دکھائی، اور نہ بے بسی ظاہر کی۔ اور اللہ مجاہدوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت سے صبر کا مفہوم بہت واضح ہو جاتا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے یہ آیات بھی دیکھ لیجیے:

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین، وان یکن منکم مائة یغلبوا الفا من الذین کفروا بانهم قوم لا یفقهون. الئن خفف الله عنکم وعلم ان فیکم ضعفا، فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین، وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن الله، والله مع الصابرین۔ (الانفال/۶۵۔۶۶)

اگر تم میں بیس مقابلہ کرنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار پر غالب آئیں گے۔ یہ اس لیے کہ وہ ایسے لوگ ہیں، جو سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی ہے۔ وہ تمہارے اندر کی کمزوری سے خوب واقف ہے۔ (پس ایسے حالات میں) اگر تم میں ایک سو مقابلہ کرنے والے ہوئے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہوئے تو دو ہزار پر غالب آئیں گے، اللہ کے اذن سے۔ اور اللہ جہاد کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۲) وتتقوا۔ یہاں اس لفظ کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اولاً: احکامِ خداوندی کی اتباع کرنا۔ ثانیاً: دشمنوں سے اپنا بچاؤ کرنا۔

تقویٰ کا مادّہ (وقی) بالعموم ان دونوں مفاہیم میں سے کسی ایک مفہوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ مگر یہاں سیاقِ عبارت، دوسرے مفہوم کا تقاضا کر رہا ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ میں ہمیں اسی مفہوم کا عکس نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو: "اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو"۔ اس ترجمہ کی رو سے تتقوا سے مراد اپنا بچاؤ کرنا معلوم ہوتا ہے، ان تمام تدابیر سے جو اس وقت عمل میں لائی جا سکتی ہیں اور اپنے حقوق کی